Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً
فون نمبر
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
روزنامہ
الفضل ربوہ
The Daily
ALFAZL
RABWAH
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
یوم الاحد
قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے
جلد ۶۲/۳۲ | ۷ رمضان ۱۳۹۸ھ ۱۳ ظہور ۱۳۵۷ہش ۱۳ اگست ۱۹۷۸ء | نمبر ۱۸۵

ہیمبرگ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی اہم دینی اور جماعتی مصروفیات

پریس کانفرنس کا انعقاد، احبابِ جماعت سے خطاب، انفرادی اور اجتماعی ملاقاتیں

ربوہ ۱۲ اگست۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہیمبرگ میں اہم دینی اور جماعتی مصروفیات سے متعلق آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور نے ہیمبرگ میں اپنے سہ روزہ (۸ تا ۱۱ اگست) قیام میں احبابِ جماعت کو انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں کا شرف عطا فرمانے کے علاوہ ان سے متعدد بار خطاب بھی فرمایا نیز ایک وسیع پریس کانفرنس میں اخبارات اور ریڈیو کے نمائندوں کے سوالات کے جواب دئے۔ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی کی خدمت میں مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے (باقی صفحہ ۶ پر)

پاکستان کی تعمیر و ترقی کے رہنما اصولوں کی وضاحت پر مشتمل قائدِ اعظم کے نہایت اہم اور زرّیں ارشادات

"پاکستان انسانی ترقی، سماجی انصاف، مساوات اور اخوت کے اصولوں کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر وجود میں آیا تھا"

"یہ خطرہ اسے وجود میں لانے کا موجب بنا کہ انسانی روح ایک ایسے سماجی نظام میں کچل کر نہ رہ جائے جس کی بنیاد ذات پات پر ہے"

"اب جبکہ انسانی روح زندہ رہنے اور آگے بڑھنے کیلئے آزاد ہے تو ملک اور قوم دونوں کو مضبوط بنانے کیلئے جدوجہد کرنی چاہیئے"

قائدِ اعظم نے مختلف اہم قومی تقریبات کے مواقع پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

"اب جبکہ آپ نے اپنا دلی مقصد حاصل کر لیا ہے یعنی اب آپ کی اپنی حکومت ہے اپنا ملک ہے جہاں آپ آزاد انسانوں کی طرح زندگی گزار سکتے ہیں تو آپ کی اپنی ذمہ داریاں بھی بدل جانی چاہئیں اور آپ کا اپنا نقطۂ نظر بھی سیاسی، سماجی اور اقتصادی مسائل کے بارے میں یقیناً تبدیل ہو جانا چاہیئے۔ یہ سب سے بڑی اسلامی مملکت ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو وجود میں آئی۔ یہ ہماری تاریخ کا بہت بڑا دن تھا لیکن اس دن صرف ایک حکومت ہی قائم نہیں ہوئی بلکہ ایک بڑی مملکت اور ایک بڑی قوم بھی پیدا ہوئی۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم ہیں اور دونوں مل کر ہی مکمل ہوتے ہیں۔

اب ہمیں جو چیز پیدا کرنی چاہیئے وہ تعمیری جذبہ ہے وہ جھگڑالو طبیعت نہیں جو اُس زمانے کے لئے ٹھیک تھی جب ہم آزادی کے لئے لڑ رہے تھے۔

ہم جس قدر جلد خود کو نئے تقاضوں کے مطابق ڈھال لیں اور جس قدر جلد ہمارے خیال کی نظریں اُفق کے پار ان لامحدود ترقی کے امکانات کو دیکھ سکیں جو ہماری قوم اور ملک کے لئے موجود ہیں اتنا ہی پاکستان کے حق میں اچھا ہوگا اور صرف اسی صورت میں ہمارے لئے ممکن ہوگا کہ ہم انسانی ترقی، سماجی انصاف، مساوات اور اخوت کے اصولوں کو عمل میں لا سکیں جن کی خاطر پاکستان وجود میں آیا تھا اور ہم اپنی مملکت میں ایک مثالی سماجی نظام قائم کرنے کے لامحدود امکانات کو عملی جامہ پہنا سکیں گے۔

میں دوبارہ اس بات کو پُر زور طریقہ پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان اسی خطرے کے باعث وجود میں آیا تھا کہ انسانی روح ایک ایسے سماجی نظام میں کچل کر رہ جائے گی جس کی بنیاد ذات پات پر ہے۔ اب جبکہ انسانی روح زندہ رہنے اور آگے بڑھنے کے لئے آزاد ہے تو ملک اور قوم دونوں کو مضبوط بنانے کیلئے عمل کرنا چاہیئے۔

میں یہ بھی جانتا اور سمجھتا ہوں کہ ہم میں سے بعض کے ذہن نے حالات کی رفتار کا ساتھ نہیں دیا اور وہ بخوبی اس بات کو محسوس نہیں کر سکے کہ ۱۴ اگست نے واقعی ایک نئے ملک اور نئی قوم کو جنم دیا۔ ہم میں سے بعض ابھی تک حکومت کو غیر ملکی حکومت ہی سمجھتے ہیں۔

آزادی حاصل کرنے کے لئے لڑنے جھگڑنے سے کہیں زیادہ دشوار تعمیری کام ہے۔ آزادی کے لئے جدوجہد کرنا اور جیل جانا کسی حکومت کو چلانے کے مقابلے میں کہیں آسان ہے۔ نکتہ چینی ہمیشہ آسان ہوتی ہے۔ عیب نکالتے رہنا کچھ مشکل نہیں۔ لوگ ان باتوں کو بھول جاتے ہیں جو اُن کے لئے کی جاتی ہیں۔ عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ ایسا تو ہونا تھا۔ یہ احساس نہیں کرتے کہ اس کی خاطر سختیوں، مشکلوں اور خطروں کو جھیلنا پڑا۔"

(کتاب "بابائے قوم نے فرمایا" شائع کردہ محکمہ مطبوعات و فلمسازی حکومتِ پاکستان، کراچی صہ ۱۸، ۱۹۷۸ء)

پبلشر مسعود احمد، پرنٹر سید عبدالحی، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
۷؍رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ
۱۳؍ظہور ۱۳۵۷ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آزادی کی نعمتِ غیر مترقبہ اور اس کی قدر کا ایک بنیادی تقاضا

آج (۱۴؍اگست ۱۹۷۸ء کو) ہم اپنی آزادی کی اکتیسویں سالگرہ اور بتیسواں یوم آزادی منا رہے ہیں۔ آزادی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کی جتنی بھی قدر کی جائے اور اس پر جتنا بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

اس کی قدر کرنے اور اس پر خدا تعالیٰ کا شکر بجا لانے کا طریق یہ ہے کہ ہم نے جس حق تلفی اور ظلم و زیادتی کے خلاف آواز بلند کر کے اور بے شمار قربانیاں دے کر آزادی حاصل کی تھی اور اس طرح اپنے لئے حق تلفی اور ظلم و زیادتی کا مستقل طور پر سدِّ باب کیا تھا خود مملکتِ خداداد میں جس میں ہم بفضل اللہ تعالیٰ آزاد و خود مختار ہیں ہمیشہ ہی اس امر کا خاص خیال رکھیں کہ ہم اپنے کسی عمل بلکہ کسی خفیف سے خفیف حرکت سے کسی بھی لحاظ سے اور کسی بھی شکل میں اس حق تلفی اور ظلم و زیادتی کا اعادہ نہ ہونے دیں اور اس طرح دنیا پر آشکار کر دکھائیں کہ ہم صرف اپنے لئے ہی نہیں بلکہ ہر ایک کے لئے آزادی کے خواہاں ہیں اور عدل و مساوات پر مبنی سب کی آزادی اور یکساں حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہم ہی ہیں۔

جہاں تک اس حق تلفی اور ظلم و زیادتی کا تعلق ہے جس کے خلاف ہم نے قائدِ اعظم کی قیادت میں آواز بلند کرتے ہوئے اپنے لئے ایک علیحدہ وطن یعنی پاکستان کے قیام کا مطالبہ کیا تھا وہ یہ تھی کہ ہندو اپنے فطری تعصب کے زیر اثر ہمیں مسلمان ہونے کی وجہ سے ہمارے حقوق دینے کے لئے تیار نہ تھا۔ وہ انگریزوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے بعد ہمیں اپنا غلام بنا کر رکھنا چاہتا تھا۔ اس کی کوشش یہ تھی کہ انگریز کے جانے کے بعد برصغیر کے مسلمان اس کے رحم و کرم پر ہوں۔ وہ حاکم ہو اور یہ اس کے محکوم بن کر زندگی گزاریں۔ ہندو کی یہی ذہنیت تھی جس نے قائدِ اعظم ایسے ہندو مسلم اتحاد کے پُرجوش حامی اور علمبردار کو بالآخر مسلمانوں کے لئے علیحدہ وطن کا مطالبہ کرنے پر مجبور کیا اور پھر آپ نے اس وقت تک دم نہ لیا جب تک کہ ۱۴؍اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرضِ وجود میں نہ آ گیا۔

قائدِ اعظم نے قیامِ پاکستان کے وقت جو سب سے پہلا اعلان فرمایا وہ یہی تھا کہ چونکہ پاکستان میں مملکت کا کاروبار اسلام کے بنیادی اصولوں کے مطابق چلایا جائے گا اس لئے اس مملکتِ خداداد کی حدود کے اندر ہندو ذہنیت کے برعکس انسان انسان میں کوئی تفریق روا نہ رکھی جائے گی، اس میں بسنے والے تمام شہریوں کے حقوق مساوی ہوں گے، اکثریت اور اقلیت کے پرانے قضیے اور ایک دوسرے پر اپنی مرضی ٹھونسنے کے حیلے جو ہندو ذہنیت کی کرشمہ سازی کی وجہ سے آئے دن سر اٹھاتے رہتے تھے اب ہمیشہ ہمیش کے لئے ختم ہو چکے۔ چنانچہ آپ نے ۱۱؍اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں ایک یادگار تقریر کی جس میں آپ نے واضح فرمایا کہ پاکستان کی نئی مملکت کن بنیادی اصولوں پر استوار ہو گی۔ آپ نے دستور ساز اسمبلی کے اراکین کو جن میں مسلمان، ہندو، عیسائی وغیرہ سب شامل تھے مخاطب کر کے فرمایا:-

"اگر تم باہم تعاون سے کام کرو گے، ماضی کو بھول جاؤ گے اور مخالفتوں کو ترک کر دو گے تو تم لازماً کامیاب ہو جاؤ گے۔ اگر تم اپنے ماضی کو بدل دو گے اور اس سپرٹ سے متحد ہو کر کام کرو گے تو تم میں سے ہر ایک خواہ وہ کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو، خواہ ماضی میں اس کے تعلقات تمہارے ساتھ کیسے ہی رہے ہوں، خواہ اس کا رنگ، اس کی ذات اور اس کا عقیدہ کچھ بھی ہو اوّل دوم اور آخر اس ملک کا شہری ہے جس کے حقوق و فرائض بالکل مساوی ہیں تو تمہارے عروج و ترقی کی کوئی انتہا نہیں رہے گی۔ میں اس معاملہ پر انتہائی زور دینا چاہتا ہوں۔ ہمیں اس سپرٹ میں کام شروع کر دینا چاہیئے۔ کچھ مدت میں اکثریت اور اقلیت اور ہندو قوم اور مسلم قوم کی یہ تمام بدنمائیاں غائب ہو جائیں گی۔ ......

آپ آزاد ہیں اپنے مندروں، مسجدوں اور دوسری عبادت گاہوں میں جانے کے لئے۔ آپ کو پاکستان کی مملکت میں پوری آزادی ہے۔ خواہ آپ کا تعلق کسی بھی مذہب، ذات یا عقیدہ سے ہو اس کا کاروبارِ مملکت سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اس بنیادی اصول سے آغاز کر رہے ہیں کہ ہم ایک ہی مملکت کے شہری ہیں جن کی حیثیت مساوی ہے۔ ہمیں اس بات کو ایک نصب العین کے طور پر اپنے سامنے رکھنا چاہیئے۔ تب آپ محسوس کریں گے کہ جوں جوں وقت گزرتا جائے گا نہ ہندو ہندو رہے گا نہ مسلمان مسلمان، مذہبی حیثیت سے نہیں کیونکہ یہ تو ذاتی عقیدے کی بات ہے بلکہ سیاسی حیثیت سے کیونکہ ہم ایک ہی مملکت کے شہری ہیں۔" (مجلس دستور ساز پاکستان سے خطاب۔ کراچی ۱۱؍اگست ۱۹۴۷ء)

یہ بنیادی اصول ـــ کہ مملکت کے تمام شہریوں (خواہ ان کا تعلق کسی بھی عقیدہ اور مذہب سے ہو) کے حقوق اور ان کی حیثیت مساوی ہے اور ان کے درمیان کسی قسم کی تفریق یا حدِّ فاصل یکسر ناپید اور مفقود ہے حتیٰ کہ سیاسی لحاظ سے اکثریت اور اقلیت کا امتیاز بھی روا نہیں ـــ قائدِ اعظم کا خود ساختہ یا سیاست کے مغربی فلسفہ سے مستعار لیا ہوا اصول نہیں تھا بلکہ قائدِ اعظم نے دورِ جدید کے ناگزیر تقاضوں کے پیشِ نظر اسے خود اسلام کے عالمگیر تصورات سے اخذ کیا تھا۔ چنانچہ مجلس دستور ساز میں مذکورہ بالا عہد آفریں تقریر کے چھ ماہ بعد آپ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:-

"مجھے یقین ہے یہ (پاکستان کا آئین) جمہوری طرز کا آئین ہو گا جس میں اسلام کے بنیادی اصول متشکل ہوں گے۔ یہ اصول آج بھی اسی طرح عملی زندگی میں قابلِ عمل ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھے۔ اسلام اور اس کی مثالیت نے ہمیں جمہوریت کا درس دیا ہے، اس نے انسانی مساوات، عدل اور ہر شخص سے منصفانہ برتاؤ سکھایا ہے۔ ہم ان درخشاں روایات کے وارث ہیں اور پاکستان کا آئین بنانے والوں کی حیثیت میں ہمیں اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کا پورا احساس ہے ـــ بہر حال پاکستان ایک ایسی مذہبی مملکت نہیں ہو گا جس میں مذہبی پیشوا مامور من اللہ کے طور پر حکومت کریں گے۔ ہمارے ہاں بہت سے غیر مسلم ہندو عیسائی اور پارسی ہیں لیکن وہ سب پاکستانی ہیں۔ وہ بھی دوسرے تمام شہریوں کی طرح یکساں حقوق اور مراعات سے بہرہ ور ہوں گے اور پاکستان کے معاملات میں کما حقہٗ کردار ادا کریں گے۔" (فروری ۱۹۴۸ء۔ از انگریزی کتاب "ظہور پاکستان" صفحہ ۲۵۱ مصنفہ چوہدری محمد علی صاحب)

قائدِ اعظم چونکہ پاکستان میں قائم ہونے والے نظام حکومت کا ذکر کرتے ہوئے اسلام کے بنیادی اصولوں کا اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے اس لئے ایک موقع پر آپ نے اسلام کے ان بنیادی اصولوں کی بھی وضاحت فرما دی تاکہ ان کے بارہ میں کوئی اشتباہ باقی نہ رہے اور بعد میں آنے والے انہیں کوئی اور معانی نہ پہنانے لگیں۔ چنانچہ آپ نے اسلام کے ان بنیادی اصولوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:-

"اسلام سب انسانوں کے لئے انصاف، رواداری، شرافت، دیانت اور عزت کے اعلیٰ ترین اصولوں پر مبنی ہے۔ صرف ایک خدا کا تصور اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔ اسلام میں انسان اور انسان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مساوات، آزادی اور اخوت اسلام کے اساسی اصول ہیں۔"

(کراچی ۲۵؍جنوری ۱۹۴۸ء)

الغرض قائدِ اعظم بلا تفریق رنگ و نسل اور مذہب و ملت پاکستان کے تمام شہریوں کے یکساں حقوق و مراعات اور آزادی کی نعمت سے یکساں طور پر متمتع ہونے کے انتہائی پُرجوش حامی تھے۔

آزادی کی نعمتِ غیر مترقبہ کی حقیقی قدر کا ایک بنیادی تقاضا یہ ہے کہ ہم مملکتِ پاکستان میں قائدِ اعظم کے ان اصولوں پر جو بلا شبہ ہم اہلِ پاکستان کے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں کما حقہٗ عمل پیرا ہونے اور ہمیشہ عمل پیرا رہنے کا عہد کریں اور بانیٔ پاکستان نے تعمیرِ پاکستان کا جو خواب دیکھا تھا اس کی عملی تعبیر دنیا کے سامنے پیش کر دکھائیں۔ یہی وہ طریق ہے جس سے ہم پاکستان کو قائدِ اعظم کی خواہش کے مطابق بامِ عروج پر پہنچا سکتے ہیں اور اقوامِ عالم میں اسے اس ممتاز مقام پر فائز کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں جس کا وہ قائدِ اعظم کے بتائے ہوئے امتیازی اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے بجا طور پر مستحق ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی مرحوم آف کلکتہ

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ناظر بیت المال قادیان

یادوں کی کمان کو چلّے پر چڑھائے دور افق ماضی پر نگاہیں جمائے بیٹھا ہوں۔ ۱۹۵۰ء کے محاذ میں ایک وجیہہ اور چمکدار کشادہ پیشانی والی شخصیت سامنے آتی ہے جس کے ہاتھوں میں ہمدردی، خلوص اور دور اندیشی کی روشنائی سے لکھی ایک تحریر ہے میں اس تحریر کو پڑھتا ہوں جس کا ایک ایک لفظ دل کی گہرائیوں سے نکلا ہے اور ہر اس شخص کے دل کی گہرائی میں بیٹھنے کا حق رکھتا ہے جو خلوص اور وقار کی نگاہوں سے اسے پڑھے اور ساتھ ہی اس یادگار اور ہمدرد بزرگ کی ان پُر خلوص ہمدردیوں اور بے لوث قربانیوں پر غور کرے جو مسلسل اور غیر منقطع طور پر ۲۵ سال کے طویل عرصہ تک اس سے صادر ہوتی رہیں اور قادیان کے تمام درویشوں اور ان کے بیوی بچوں کے دلوں میں اپنے انمٹ نقوش یوں چھوڑ گئیں کہ انہوں نے اپنے اس محسن کے لئے بے شمار دعائیں کیں اور کر رہے ہیں۔

مرورِ زمانہ کے باوجود وہ پُر خلوص تحریر اپنے اس مفہوم کے ساتھ میرے ذہن کی لوح پر محفوظ ہے کہ:۔

چونکہ قادیان کے درویشوں کے وظیفے انتہائی قلیل ہیں اور آمد کے ذرائع تو قطعی مفقود ہیں اس لئے میرے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی ہے کہ جیسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات کا تاریخی اور بے نظیر سلسلہ قائم ہوا تھا اسی طرح قادیان کے درویشوں نے بھی چونکہ اپنے تمام عزیزوں، رشتہ داروں اور دنیوی مفادات اور اپنے مستقبل سے ہجرت اختیار کی ہے اور احمدیت کے دائمی مرکز، قادیان کی خدمت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے اس لئے ہم لوگ انصار بن کر درویشوں کے ساتھ مواخات کا سلسلہ قائم کریں۔

لیکن چونکہ سلسلہ مواخات قائم کرنے کی راہ میں بعض عملی دشواریاں حائل تھیں اس لئے مرکز، دور رس نتائج کے پیشِ نظر اس پُر خلوص، پُر درد میں ڈوبی ہوئی اور ہمدردیوں کے پانی میں گندھی ہوئی اس تحریک کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔

بایں ہمہ وہ جذبہ جو ایک پُر خلوص دل کی گہرائیوں سے اٹھا تھا اس نے اپنی تکمیل اور اظہار کے لئے ایسی راہیں اختیار کیں کہ آج جب کوئی دور اندیش اور عمیق نگاہ سے کام لینے والا انسان اپنے تخیلوں میں ان پر غور کرتا ہے تو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ جب کوئی عزم سوز خلوص کی آنچ سے پختہ ہو جاتا ہے تو عجائبات منصّۂ شہود پر آتے ہیں۔

آج میں اس مخلصانہ عزم راسخ کا ذکر خیر کرکے ایک فرض سے سبکدوش ہو رہا ہوں جو محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی مرحوم نے قادیان کے درویشوں اور ان کے اہل و عیال کے ساتھ مسلسل عملی ہمدردی کے لئے کیا تھا۔ بعض عزائم ایسے ہوتے ہیں جو مصلحتوں کی قربان گاہ پر چڑھ کر اپنے وجود سے محروم ہو جاتے ہیں، بعض عزائم ایسے ہوتے ہیں جنہیں حادثات کا عفریت نگل لیتا ہے اور بعض عزائم ایسے ہوتے ہیں جو دودھ کے ابال کی طرح بڑی تیزی اور شدت کے ساتھ اٹھتے تو ہیں لیکن آناً فاناً گرد کی طرح بیٹھ جاتے ہیں لیکن محترم بانی صاحب مرحوم نے درویشوں کے ساتھ سلسلۂ مواخات قائم کرنے کا جو عزم کیا تھا اسے یوں نبھایا کہ اگر اس کی پوری تفصیل بیان کردی جائیں تو شاید بعض عقلیں اسے باور کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ وہ عزم صمیم ایک پُر جوش سینے سے نکلا اور واقعات کی صورت میں بے شمار یادگار نقوش بناتا چلا گیا۔ نقوش بھی ایسے کہ جو ہر درویش کے نہاں خانۂ دل میں محفوظ ہیں اور جذبات تشکر کو ابھار کر بے اختیار دعاؤں کی تحریک کرتے ہیں۔

آج کے مادی دور میں جبکہ حبّ مال نے دنیا کی اکثریت کے دلوں میں پنجے گاڑ رکھے ہیں اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ محض رضائے الٰہی کی خاطر اموال کو خرچ کرنا بڑے دل گردے کا کام ہے پھر یہ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص وقتی جذباتی ابال کے تحت کوئی کارنمایاں کر گزرے لیکن وہ شخص جس نے نہ صرف خود تادم آخر اپنے عزم کو ہر پہلو سے پُر خلوص رنگ میں نبھایا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آنے سے پیشتر اپنے عزم کو اپنے بیوی بچوں کے دلوں میں منتقل کر دیا۔ یقیناً یہ حق رکھتا ہے کہ ہم اس کے لئے دردِ دل سے دعائیں کریں۔

افراطِ زر کے نتیجہ میں روز افزوں بلکہ پر لگا کر بام عروج کی طرف اڑتی ہوئی مہنگائی کے اس دور میں جب بانی صاحب مرحوم کی یہ پیشکش یہاں پہنچی تھی، درویشوں اور ان کے اہل و عیال کے گزارے نہایت قلیل تھے اور زمانِ تسلیمہ سے بال بھر بھی زیادہ نہ تھے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھی اپنے مالی وسائل میں کمی کے باعث قوت لایموت سے زیادہ وظیفے دینے کی پوزیشن میں نہ تھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بانی صاحب کی سوچوں کا دھارا صرف اسی رخ پر بہتا رہا کہ وہ درویشوں کی تکالیف کو کم کرنے کے لئے اپنے خداداد اموال کو کس رنگ میں صرف کر سکتے ہیں چنانچہ ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری تدبیر ان کے ذہن میں آتی چلی گئی جسے عملی جامہ پہنانے کے لئے وہ بے تاب ہوتے چلے گئے۔ اور سکّے ان کی جیب میں انگڑائیاں لیتے رہے۔

چنانچہ ۱۹۵۵ء میں جبکہ درویشوں اور ان کے بیوی بچوں کی تعداد چھ سو کے قریب تھی۔ محترم بانی صاحب مرحوم کی طرف سے نئے کپڑوں کا تحفہ پہنچا جو ہر فرد کے لئے ایک ایک جوڑے کی شکل میں تھا اچھی کوالٹی کے کپڑے کے درجنوں تھان امرتسر سے لا کر محلہ احمدیہ میں تقسیم کئے گئے بلکہ ان کپڑوں کی سلائی کے لئے نقد رقم بھی دی گئی۔ اور پھر یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا نئے کپڑے بھی ہر سال ایک ایک جوڑا ہر فرد کو دئے جاتے رہے اور سردیوں کے ایام میں رضائیاں بھی تقسیم ہونے لگیں اور عیدین کے مواقع پر نقد رقم کی شکل میں عیدی بھی دی جاتی رہی درویشوں کے دلوں سے نکلی ہوئی دعائیں باب اجابت تک پہنچتی رہیں سیٹھ صاحب کے اموال میں برکت پیدا ہوتی رہی اور اس کے ساتھ ہی مزید قربانی کرنے کے لئے ان کے دل کو اللہ تعالیٰ فراخی بخشتا رہا اور وہ درویشوں سے عملی ہمدردی کے لئے نئی نئی راہیں سوچتے رہے ان نئی نئی راہوں پر غور کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ کس قدر باریک بینی کے ساتھ سوچتے تھے اگر ہر اسکیم کے بارہ میں تفصیل کے ساتھ تحریر کی جائے تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا اس لئے میں کچھ اشاروں پر ہی اکتفا کروں گا مثلاً:۔

(۱) دو سال سے کم عمر کے ہر بچے کے لئے چار ماہ کے دودھ کا انتظام۔

(۲) گرلز اسکول کی بچیوں کے لئے یونیفارم کا انتظام۔

(۳) جوان ہونے والی بچیوں کے لئے رشتوں کا انتظام

(۴) بیماروں کے لئے قیمتی ادویہ کا انتظام

(۵) تعلیم الاسلام ہائی اسکول۔ مدرسہ احمدیہ اور نصرت گرلز ہائی اسکول کے لئے پورے فرنیچر اور پنکھوں کا انتظام۔

(۶) اعلیٰ تعلیمی وظائف کے لئے ایک بڑی رقم کا انتظام

(۷) مرکزی مساجد میں پنکھے لگوانے کا انتظام۔

(۸) بہشتی مقبرہ میں لائٹ لگانے کا خرچ

(۹) ہندی ترجمۃ القرآن کی اشاعت کا سارا خرچ۔

(۱۰) مدرسہ احمدیہ کے کچھ طلبہ کے لئے تعلیمی وظائف

(۱۱) خواتین پارک میں بچوں کے لئے کھیلوں کا انتظام

(۱۲) منارۃ المسیح کی سفیدی کیلئے عطیہ

(۱۳) لنگرخانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعمیر کا سارا خرچ۔

(۱۴) مسجد احمدیہ کلکتہ کی تعمیر کے لئے گراں قدر عطیہ

(۱۵) مسجد احمدیہ مدراس کی تعمیر کے لئے عطیہ وغیرہ وغیرہ۔

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محترم بانی صاحب مرحوم نے کسی حد تک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام پر غور کیا کہ:۔

"یہ مال تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کیلئے ہے"

چنانچہ ان کی توجہ اس الہام کو ظاہری طور پر پورا کرنے کی طرف مبذول ہوئی اور انہوں نے قادیان کے تمام درویشوں اور ان کے بیوی بچوں کے لئے (جن کی تعداد تیرہ صد کے قریب ہے) چار ماہ کی گندم دینے کا انتظام کیا اور یہ انتظام گزشتہ پندرہ سال سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی طرح جاری ہے کہ گندم سے بھری ہوئی بوریاں ہر درویش کے گھر میں فصل کے وقت پہنچائی جاتی ہیں بلکہ ان تمام غیر درویش کارکنوں کو بھی گندم دی جاتی ہے جو مرکز میں رہ کر سلسلہ کی خدمت بجا لا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جماعت کے جن استطاعت رکھنے والے بھائیوں اور بہنوں کو توفیق بخشی ہے وہ درویش فنڈ کی تحریک میں بڑی کشادہ دلی سے حصہ لیتے ہیں اور سالہا سال سے قربانی کرتے چلے آرہے ہیں لیکن تحریک دعا کی غرض سے یہ انکشاف ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سیٹھ یاقی صاحب مرحوم ہر سال اسی فنڈ میں بھی سب سے زیادہ گراں قدر عطیہ دیتے رہے اور یہ عطیہ اب بھی مرحوم کے خاندان کی طرف سے چل رہا ہے۔

یہ تو صرف ان عطیات کا ذکر تھا جو قادیان اور قادیان کے درویشوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ان کے علاوہ بھی ہندوستان کے مختلف علاقوں میں جماعت کے غرباء اور یتامیٰ اور بیوگان کو مستقل ماہانہ وظائف دیئے جاتے رہے اور یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ سیٹھ صاحب مرحوم نے جہاں کہیں بھی کسی حاجتمند کی آواز سنی اس کی مالی امداد کی پوری کوشش کی۔

میں نے اذکار کی انگلی تھامے تقسیم ملک سے قبل کے ماضی کی دہلیز پر کھڑا ہوں اور اپنی یادداشتوں کے اجزائے منتشر کو جمع کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک بار مسجد مبارک میں ارشاد فرما کر دوستوں کو دعا کی تحریک فرمائی تھی کہ ایک دوست نے تفسیر کبیر کی اشاعت کے لئے چھ ہزار روپے کا عطیہ دیا ہے۔ یہ دوست بھی محترم یاقی صاحب مرحوم ہی تھے اور اس زمانہ کا چھ ہزار روپیہ بڑی قدر و قیمت رکھتا تھا جو آج کے ڈیڑھ دو لاکھ کے برابر تھا۔

خاکسار راقم تقسیم ملک سے قبل شعبہ زود نویسی کا رکن تھا اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے خطبات، ملفوظات اور تقاریر قلمبند کیا کرتا تھا۔ چونکہ ان طویل اور پُر معارف تقاریر کو قلمبند کرنے کے لئے شارٹ ہینڈ کا تجربہ کامیاب نہ ہو سکا تھا اور ان تقاریر کی افادیت اور تاریخی اہمیت کا تقاضا تھا کہ انہیں لفظاً لفظاً محفوظ رکھا جائے اس لئے ہم نے شارٹ ہینڈ کی بجائے لانگ ہینڈ کی اصطلاح وضع کی تھی اور پوری تقاریر کو لفظاً نقل کیا جاتا تھا۔ یہ ایک بہت مشکل اور محنت طلب کام تھا لیکن ہمارے پیارے آقا اور اولوالعزم امام نے اپنے خدام کے اندر بھی روح اولوالعزمی بھر دی تھی وہ اسی مشکل پر قابو پالیتی تھی۔

۱۹۴۶ء میں سیٹھ صاحب مرحوم ایک بار قادیان تشریف لائے اور انہوں نے زود نویسی کے کام کی عملی مشکلات کو محسوس کرتے ہوئے کلکتہ واپس جا کر ایک ٹیپ ریکارڈر بھجوایا۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم اس ٹیپ ریکارڈر سے استفادہ کرتے ملک تقسیم ہو گیا اور وہ ٹیپ ریکارڈر لاہور بھیج دیا گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیٹھ صاحب مرحوم کو مرکزی ضروریات کا کس قدر خیال رہتا تھا۔

ان تمام سخاوتوں اور فیاضیوں اور قربانیوں کے باوجود سیٹھ صاحب کے اندر فروتنی اور انکسار بھی بدرجہ اتم تھا وہ جب کبھی یہاں تشریف لائے یا مرکزی نمائندے کلکتہ جاتے تو مرکزی نمائندوں کے احترام میں ان کی کیفیت یہ ہوتی تھی کہ گویا وہ راہ میں بچھے جاتے تھے۔ میں چونکہ مرکز کے محکمہ مال سے تعلق رکھتا ہوں اور مجھے بار بار قادیان میں اور کلکتہ جا کر مالی تحریکات کرنے کے مواقع ملتے رہے ہیں اس لئے میں ذاتی علم کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ سیٹھ صاحب مرحوم مالی تحریکات کے لئے مستعد اور منتظر اور چشم براہ رہتے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ خود اور ان کی جیب میں رکھے ہوئے پیسے گویا تحریک کے منتظر تھے حقیقتہً میں نے عرض کیا ہے کہ وہ اپنی گراں قدر مالی قربانیوں کے باوجود اپنی ذات میں عجز پسند اور منکسر المزاج تھے یہ دیکھ کر بے اختیار ان کے دل سے دعا نکلتی تھی۔ سادہ وضع۔ سادہ لباس اور خدمت دین کا گہرا جذبہ دل میں لئے جب وہ کمتری کے مقام پر کھڑے ہو کر جھک کر اور جھک کر خدمت دین کے موضوع پر بات کرتے تھے تو مخاطب پر خوشگوار اور دیرپا اثر ہوتا تھا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جب اشاعت اسلام کے لئے "صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ" کا عظیم الشان منصوبہ جماعت کے سامنے رکھا تو سیٹھ صاحب مرحوم نے اپنا اور اپنے خاندان کا پورا وعدہ جو آئندہ سولہ سال میں یعنی ۱۹۸۹ء تک قابل ادا تھا ابتدائی سال میں ہی سارے کا سارا ادا کر کے اپنے پیارے امام کی خوشنودی حاصل کی یہ بھی وعدہ خدا کے فضل سے بہت گراں قدر تھا۔

پھر سیٹھ صاحب مرحوم کا یہ کارنامہ اپنی جگہ پر ہے کہ انہوں نے احمدیت کی خدمت اور درویشان قادیان کی مالی امداد کے لئے اپنے دل اور اپنی جیب کو ہمیشہ کشادہ رکھا لیکن ان کا یہ کارنامہ بھی بہت قابل قدر ہے کہ انہوں نے اپنے نیک جذبوں کے انجکشن اپنے بیوی بچوں کو بھی دیئے اور خدا کے حضور حاضر ہونے سے پہلے انہیں بھی خدمت دین کی شاہراہ پر گامزن کر دیا اور اس باپ کی قسمت پر کون رشک نہیں کرے گا جس نے خود نیکیوں کی توفیق پائی اور اپنی اولاد کو بھی اسی راہ پر لگا دیا۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی عطا کردہ اموال میں سے اس کی راہ میں خرچ کرنے کی سعادت پاتے ہیں کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ؎

نوع البشر الغرض کی رحمت خرید لو
دولت ہے جس سے بیچ وہ نعمت خرید لو
ہر مال میرا مال ہے جنت بکی ہے مری
بہرے ہی مال سے مری جنت خرید لو

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سیٹھ صاحب مرحوم کی تمام قربانیوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اپنے قرب سے نوازے اور ان کی اولاد کا ہمیشہ حافظ و ناصر رہے۔ آمین!

(بدر قادیان۔ ۴ر مئی ۱۹۷۸ء)

دار الافتاء ربوہ

رمضان کے روزے

بعض سوال اور ان کے جواب

سوال: کیا روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا، سرمہ لگانا جائز ہے؟ اسی طرح ٹنکچر۔ چیچک کا ٹیکہ لگانے یا انجکشن کرانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ٹوتھ پیسٹ اور سرمہ کا استعمال غیر پسندیدہ ہے البتہ سادہ برش کرنا، کلی کرنا جائز ہے۔ اسی طرح بیرونی اعضاء پر ٹنکچر کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ چیچک کا ٹیکہ بھی لگوایا جا سکتا ہے لیکن انجکشن سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

سوال: کیا روزہ دار ٹیکہ کروا سکتا ہے، یا ہر قسم کا ٹیکہ کروانا منع ہے؟

جواب: جب اللہ تعالیٰ نے یہ رعایت دی ہے کہ اگر کوئی شخص بیمار ہے تو وہ رمضان کے بعد تندرست ہونے پر روزے رکھے تو ایسی کون سی مجبوری ہے کہ رمضان میں بیمار ہوتے کے باوجود روزے رکھے جائیں۔ ٹیکہ لگوانے کی اسی لئے ضرورت پیش آتی ہے کہ ایک شخص بیمار ہے یا ڈاکٹر کے نزدیک بیماری کی روک تھام کے لئے ٹیکہ لگوانا ضروری ہے یا حکومت بیماری کے انسداد کے لئے ٹیکے لگوا رہی ہے اور بعد میں موقع نہیں ملے گا۔ تو ان تمام صورتوں میں روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے۔ پس روزہ کی حالت میں ٹیکہ لگوانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سوال: بحالت سفر روزہ رکھا جا سکتا ہے یا نہیں؟ نیز کتنے میل تک کا سفر ہو جس میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔

جواب: سفر میں رمضان کا روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ البتہ رمضان کے احترام میں برسر عام کھانے پینے سے احتراز کرنا مستحسن ہے۔ سفر اور اس کی مسافت کی کوئی شرعی حد اور تعریف مقرر نہیں اسے انسان کی اپنی تمیز اور قوت فیصلہ پر رہنے دیا گیا ہے۔

ایسے سفر میں جس میں انسان صبح نکل کر شام کو گھر واپس آجائے وہ رمضان کا روزہ رکھ سکتا ہے یہ امر مستحسن ہے ضروری نہیں۔ غرض سفر میں روزہ کی تین صورتیں ہوں گی:۔

(۱) اگر سفر جاری ہو یعنی پیدل یا سواری پر اور چلتا چلا جا رہا ہو۔ روزہ نہ رکھے کیونکہ افطار ضروری ہے۔

(۲) اگر سفر کے دوران کسی جگہ کچھ مدت ٹھہرنا ہے اور سہولت میسر ہے تو وہاں روزہ رکھ سکتا ہے دونوں باتوں کی اجازت ہے۔

(۳) اگر کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنا ہے تو وہاں سحری کا انتظام کرے اور روزہ رکھے۔

سوال: رمضان کے مہینے میں اگر کسی سرکاری ملازم کو فوری طور پر سفر کرنے کا حکم ظہر اور عصر کے درمیان یا ان کے کسی حصہ میں ملتا ہے تو کیا اسے روزہ توڑ دینا چاہیئے؟

جواب: اگر کوئی تکلیف یا خاص حرج نہ ہو تو ایسی حالت میں روزہ پورا کر سکتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست چندہ دہندگان برائے علاج نادار مریضان فضل عمر ہسپتال ربوہ

ماہ نومبر ۱۹۷۷ء

۱- فضل حسین صاحب چونترہ ضلع راولپنڈی ۲۰—۰۰
۲- ڈاکٹر محمد اقبال صاحب اوکاڑہ ۲۵—۰۰
۳- چوہدری عبدالحلیم صاحب نیا محلہ جہلم ۵۰—۰۰
۴- مسز ارشد علی صاحب سیالکوٹ شہر ۱۰—۰۰
۵- ماسٹر سید علی ہاشمی صاحب چہور چک ۱۱۷ ۱۰—۰۰
۶- سیدہ شاہجہان بیگم صاحبہ سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی ۱۲۵—۰۰
۷- قدسیہ اعجاز صاحبہ ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۰—۰۰
۸- شیخ عطاء اللہ صاحب دنیاپور ضلع ملتان ۲۵—۰۰
۹- ماڈرن موٹرز کراچی ۱۰۰—۰۰
۱۰- مسز عنایت بیگم صاحبہ نارتھ ناظم آباد ″ ۹۰—۰۰
۱۱- ثریا لطیف صاحبہ ″ ″ ۱۰—۰۰
۱۲- اے رشید خان صاحب ریلوے کالونی لاہور ۱۰۰—۰۰
۱۳- سیدہ امۃ الوحید صاحبہ شاہ منزل سید افوالی ۳۰—۰۰
۱۴- طارقہ ناصر صاحبہ کوارٹر F اسلام آباد ۳۰—۰۰
۱۵- محمد یامین صدیقی صاحب صدر بازار راولپنڈی ۱۰—۰۰
۱۶- سید ناصر علی صاحب دادو سندھ ۱۰—۰۰
۱۷- سید مبارک احمد صاحب سیالکوٹ ۶۰—۰۰
۱۸- سید محمد احمد صاحب نارتھ ناظم آباد کراچی ۳۰۰—۰۰
۱۹- امۃ الحکیم حفیظ احمد صاحبہ وحدت روڈ لاہور ۱۰۰—۰۰
۲۰- محمود احمد صاحب ناصر سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی ۱۰۰—۰۰
۲۱- مبشر احمد صاحب قلعہ صوبا سنگھ ۲۰—۰۰
۲۲- محمد علی صاحب آف لنڈن ۱۰۰—۰۰
۲۳- آصف محمود کھوکھر صاحب دارالرحمت ربوہ ۲۵—۰۰
۲۴- سعید ظفر صاحب دارالصدر جنوبی ″ ۲۰—۰۰
۲۵- مسز مسعود صاحب لاہور ۱۰—۰۰
۲۶- نیرہ قمر صاحبہ ربوہ ۱۰—۰۰
۲۷- ایم۔ آئی قریشی صاحب راولپنڈی کینٹ ۲۰—۰۰
۲۸- بیگم محمود احمد قریشی صاحب گلبرگ لاہور ۲۵—۰۰
۲۹- کیپٹن سلیم احمد صاحب PECHS کراچی ۱۰۰—۰۰
۳۰- خالد محمود چیمہ صاحب فیروزپور روڈ لاہور ۱۰—۰۰
۳۱- لیفٹیننٹ جنرل عبدالعلی ملک صاحب رمنہ اسلام آباد ۵۰—۰۰
۳۲- ملک فضل حق صاحب گلشن اقبال کراچی ۲۰—۰۰
۳۳- محمد یٰسین صاحب ناظم آباد ″ ۵۰—۰۰
۳۴- عطاء الرحمن صاحب صدیقی بابو بازار راولپنڈی ۱۰—۰۰
۳۵- عبدالسلام احمد صاحب ڈسپنسر ملتان ۱۰—۰۰
۳۶- امجد علی صاحب پیرال غائب ″ ۱۰—۰۰
۳۷- رانا عبدالعزیز صاحب کھاد فیکٹری ″ ۲۰—۰۰
۳۸- محترمہ سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ بیگم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ ۲۵—۰۰
۳۹- والدہ صاحبہ خلیفہ صلاح الدین صاحب ″ ۲۰—۰۰
۴۰- مینیجر صاحب PIA ″ ۵۰—۰۰
۴۱- میاں غلام احمد صاحب ″ ۵۰—۰۰
۴۲- منصور احمد صاحب سولنگی دارالرحمت ″ ۵۰—۰۰
۴۳- اہلیہ صاحبہ مرزا عبدالحمید صاحب دارالصدر ″ ۴۰—۰۰
۴۴- عزیز بی بی صاحبہ اہلیہ ٹھیکیدار غلام رسول صاحب ″ ۲۰—۰۰
۴۵- سردار عبدالقادر صاحب چنیوٹ ۱۰—۰۰
۴۶- اہلیہ صاحبہ عبداللہ صاحب نواب شاہ ۱۰۰—۰۰
۴۷- محمد عمر بشیر احمد صاحب چنیوٹ ۱۰—۰۰
۴۸- محمد سفیر احمد صاحب کھیوہ باجوہ ۱۵—۰۰
۴۹- نصیر احمد صاحب ابن چوہدری غلام احمد صاحب مرحوم دارالرحمت ربوہ ۱۰—۰۰
۵۰- اختر النساء صاحبہ ہمشیرہ مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری ″ ۲۵—۰۰
۵۱- سعید ظفر صاحب دارالصدر جنوبی ″ ۳۰—۰۰
۵۲- نصرت جبین صاحبہ بنت شیخ عبدالمجید صاحب دارالرحمت غربی ″ ۱۰—۰۰
۵۳- نثار احمد صاحب دارالصدر غربی ″ ۲۵—۰۰
۵۴- سیکرٹری مال صاحب جماعت احمدیہ سرگودہا ۱۸۷—۰۰
۵۵ ″ ″ ″ ″ لودھراں ۱۳—۸۰
۵۶- شاہدہ عامر صاحبہ ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۰۰—۰۰
۵۷- والدہ صاحبہ چوہدری شاہنواز صاحب دارالصدر ربوہ ۵۰—۰۰
۵۸- عبدالرحمن صاحب صدر جماعت احمدیہ پاکپتن ۱۱—۰۰
۵۹- حکیم علی احمد صاحب بیداپور ۱۱—۰۰
۶۰- سید عبداللہ شاہ صاحب فیکٹری ایریا ربوہ ۲۰—۰۰
۶۱- حضرت مولوی محمد الدین صاحب ″ ۱۰—۰۰
۶۲- سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ شیخوپورہ ۶۸—۲۵
۶۳- ″ ″ ″ ″ حیدرآباد ۴۳—۰۰
۶۴- صادقہ رؤف صاحبہ پشاور ۱۰—۰۰
۶۵- محمد سرور خان صاحب ″ ۲۰—۰۰
۶۶- مرزا عبدالرحمن صاحب ″ ۳۶—۰۰
۶۷- والدہ صاحبہ میجر ارباب عبدالاکبر صاحب ″ ۴۰—۰۰
۶۸- کرنل محمد اسلم صاحب ″ ۱۰—۰۰
۶۹- بیگم صاحبہ میجر عبدالمجید صاحب ″ ۱۰—۰۰
۷۰- امۃ الحمید صاحبہ مرحومہ والدہ محمد لئیق احمد صاحب ″ ۳۰—۰۰
۷۱- امینہ بیگم معرفت مولوی خلیل الرحمن صاحب ″ ۱۰—۰۰
۷۲- حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ ربوہ ۱۰—۰۰
۷۳- سراج دین صاحب چنیوٹ ۲۰۰—۰۰
۷۴- احمد دین صاحب سیکرٹری کھریہ ضلع سیالکوٹ ۱۰—۰۰
۷۵- ناصر احمد صاحب ۲۰—۰۰
۷۶- سید عبدالحی شاہ صاحب جھنگ صدر ۱۰—۰۰
۷۷- چوہدری محمد شفیع صاحب ″ ۱۰—۰۰
۷۸- اہلیہ صاحبہ چوہدری محمد اقبال صاحب ″ ۱۰—۰۰
۷۹- ″ ″ ″ محمد کامل صاحب ″ ۱۰—۰۰
۸۰- مرزا محمد عثمان صاحب ۱۴—۰۰
۸۱- سیکرٹری مال صاحب نصیرہ ضلع گجرات ۳۵—۰۰
۸۲- چوہدری غلام سرور صاحب بھروکے گلاں ۱۰۰—۰۰
۸۳- رشید احمد صاحب سیکرٹری مال چک ۹ پنیار ۱۰—۰۰
۸۴- جماعت احمدیہ ننکانہ صاحب ۱۰—۰۰
۸۵- فرید احمد صاحب نفیس احمد صاحب اوکاڑہ ۱۵۰—۰۰
۸۶- منصور احمد صاحب فیصل آباد ۱۰—۰۰
۸۷- شیخ عبدالکریم صاحب ″ ۲۵—۰۰
۸۸- عبدالباسط صاحب قمر ″ ۲۰—۰۰
۸۹- اظہر مشتاق صاحب ″ ۱۰—۰۰
۹۰- جماعت احمدیہ چک ۵۴۳/۱ وہاڑی ۲۵—۰۰
۹۱- سید عبدالرزاق صاحب بجانب مبارک منیر صاحب کراچی ۳۰۰—۰۰
۹۲- فضل بیگم صاحبہ بذریعہ منور احمد صاحب خورشید مربی کھاریاں ۵۰—۰۰
۹۳- بشیر احمد صاحب ″ ″ ″ ″ ۱۰—۰۰
۹۴- بیگم صاحبہ میجر جنرل بشیر احمد صاحب ریٹائرڈ راولپنڈی ۴۰—۰۰
۹۵- میاں احمد یار صاحب پاکپتن ۱۰—۰۰
۹۶- لجنہ اماء اللہ خوشاب ۱۱۲—۰۰

(باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیمبرگ میں حضور ایدہ اللہ کی اہم دینی اور جماعتی مصروفیت

(بقیہ صفحہ اوّل)

۱۱ اگست کا مرسلہ جو کیبل گرام موصول ہوا ہے اس کا ترجمہ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:-

"ہیمبرگ ۱۱ اگست۔ حضور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ۔

۹ اگست کی صبح کو حضور نے ایک بہت وسیع پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اس میں مقامی اور قومی اخبارات کے نمائندے نیز مقامی ریڈیو کے ممبران اسٹاف بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔ اخبارات اور ریڈیو نے پریس کانفرنس کی خبر کو بہت وسیع پیمانہ پر شائع اور نشر کیا۔

اُسی روز سہ پہر کو حضور نے ہیمبرگ اور اس کے قرب و جوار میں رہنے والے احباب جماعت کو ایک پُرمعارف خطاب سے سرفراز فرمایا۔ حضور کا یہ خطاب دو گھنٹہ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور نے جملہ احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا۔

۱۰ اگست کی صبح کو حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا نے لجنہ اماء اللہ ہیمبرگ کی ممبرات کو ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔ بعد ازاں حضور نے جرمن احمدیوں کے علاوہ بعض دوسرے جرمن دوستوں سے اجتماعی ملاقات فرمائی اور ان سے ایک گھنٹہ تک باتیں کیں۔ اُسی روز سہ پہر کو حضور نے احبابِ جماعت اور احمدی خاندانوں کو انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں کا شرف بخشا۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ دو گھنٹہ تک جاری رہا۔ شام کو حضور نے احباب جماعت کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ اس طرح جملہ احباب کو اپنے آقا کے ساتھ ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور صبح کے وقت دفتر میں بھی ایک گھنٹہ تک جماعتی امور کی سرانجام دہی میں مصروف رہے۔

آج ۱۱ اگست کو حضور فرانکفورٹ روانہ ہو رہے ہیں۔

(مرزا انس احمد)"

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سفر کے ہر مرحلہ میں حضور کا حافظ و ناصر ہو اور قدم قدم پر اپنی تائید و نصرت سے نوازے، روح القدس سے مدد کرے اور حضور کے اس سفر کے غلبۂ اسلام کے حق میں عظیم الشان نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین اللھم آمین۔

مطالعہ کتب

ماہِ اگست میں خدام کے مطالعہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب برکات الدعا مقرر ہے۔ خدام اس کا مطالعہ کریں۔

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

امتحان سہ ماہی سوم کے بارے میں وضاحت

امتحان سہ ماہی سوم کے نصاب میں شق نمبر ۳ "برکات خلافت" ہے اس سے مراد یہ ہے کہ خلافت کی برکات کے موضوع پر معلومات حاصل کی جائیں۔ "برکاتِ خلافت" نامی ایک کتاب بھی شائع ہو چکی ہے لیکن وہ اس وقت دستیاب نہیں ہے۔ اس موضوع پر ایک نوٹ انشاء اللہ تعالیٰ الفضل اور ماہنامہ انصار اللہ میں شائع کرایا جائے گا تاکہ اراکین اس سے استفادہ کر سکیں۔ (قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

اعلانِ تعطیل

۱۴ اگست ۱۹۷۸ء (بروز پیر) یوم استقلال پاکستان کی تقریب سعید پر حسب سابق دفتر الفضل میں تعطیل ہو گی اور پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین و ایجنٹ صاحبان مطلع رہیں۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

درس القرآن

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کے زیر اہتمام رمضان المبارک میں ہر جمعہ کو مسجد دارالذکر لاہور میں درس القرآن کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق مرکز سلسلہ سے علماء کرام تشریف لا کر درس القرآن دیں گے:-

۱۸ اگست ۱۹۷۸ء	مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر	سورۃ الصف
۲۵ اگست ۱۹۷۸ء	" صوفی بشارت الرحمٰن صاحب	سورۃ المائدہ (آخری رکوع)
یکم ستمبر ۱۹۷۸ء	" مولوی دوست محمد صاحب شاہد	سورۃ التکویر

تمام خدام و اطفال، انصار نیز مستورات سے درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت فرما کر اس زرّیں موقع سے مستفید ہوں۔

(نائب قائد خدام الاحمدیہ ضلع لاہور)

نمایاں کامیابی

خاکسار کی بیٹی عزیزہ بشریٰ بانو نے گورنمنٹ گرلز ہائی سکول تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد سے میٹرک ۱۹۷۸ء کے امتحان میں ۶۰۰/۸۵۰ نمبر لے کر سکول میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ اس سے پہلے اس نے مڈل سٹینڈرڈ کے امتحان میں تحصیل سمندری میں اوّل پوزیشن حاصل کی تھی۔ احبابِ جماعت سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی تعلیمی میدان میں اسے اعلیٰ کامیابی عطا فرمائے۔

(عبدالرشید پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد)

درخواستہائے دعا

۱۔ والدہ صاحبہ ملک حمید اللہ خاں (مسٹر این۔ کے ملک) کی گردن کا ایک بڑا اپریشن (MYCINE LOMOTIL) ہو رہا ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس اپریشن کو کامیاب کرے اور انہیں صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔

(ملک عبدالرحیم۔ ربوہ)

۲۔ میری اہلیہ نسیمہ بیگم یکم ستمبر ۱۹۷۷ء سے بعارضہ عرق النساء بیمار ہیں۔ ۱۰ جنوری ۱۹۷۸ء کو ان کا لاہور میں ریڑھ کی ہڈی کا اپریشن ہوا تھا لیکن تاحال زخم میں تکلیف ہے۔ چلنے پھرنے سے معذور ہیں۔ نماز لیٹ کر پڑھتی ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ شافی مطلق اپنے فضل سے مرض کی جملہ تکالیف دور کر کے انہیں شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین

(عبدالرحمٰن دہلوی ۲/۹ دارالصدر شمالی۔ ربوہ)

معذرت:- پریس نے الفضل ۱۰ اگست کی کاپی غلط چھاپ دی ہے جس کی وجہ سے خاکسار جملہ احباب سے معذرت خواہ ہے۔ (مینیجر الفضل ربوہ)

نسخہ ہائے ادویات حیوانات
اکسیر گل گھوٹو
فی کورس (۶ پیکٹ) قیمت -/۱۲
خناق روک
حفظ ماتقدم فی جانور (ایک پیکٹ) قیمت -/۲
درجن یا زیادہ پیکٹوں پر ۳۳ فیصدی کمیشن
۲ درجن یا زیادہ پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی
مکمل فہرست ادویات مفت
کیور ریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ پاکستان
(ڈاکٹر راجہ ہومیو) گولبازار ربوہ۔ فون نمبر ۶۰۶

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴